**تحریر : زوفین ٹی ابراہیم**

**ترجمہ: شبینہ فراز**

**عالمی فنڈ برائےتحفظ جنگلات،پاکستان کی کوشش**

ایک جانب توپاکستان اپنےجنگلات کی بےدریغ کٹائی کوروکنےکےلیےعالمی فنڈزحاصل کرنےکی کوشش کررہاہےتودوسری جانب پاکستان کےشمال مغربی حصےکےمقامی اپنےجنگلات کی حفاظت کی پاداش میں غیرقانونی طورپرجنگلات کی کٹائی کرنےوالوں کی جانب سےسزاکاسامناکررہےہیں۔

پچھلےدوسال سےفضل الرحمٰن اوردیگرگاؤں والےصوبہ خیبرپختونخواکےضلع چترال میں جنگلات کی کٹائی کرنےوالی طاقتورمافیاکےخلاف عدالتی جنگ لڑرہے ہیں۔ وہ اپنےجنگلات کوتباہ ہونےسےبچاناچاہتےہیں۔

گاؤں کےبہت سےلوگوں پر،جوپاکستان کےاس آخری بچےکچھےدیودارکےجنگل کےکنارےرہتےہیں،انسداددہشتگردی ایکٹ کےتحت الزام عائد کیا گیا ہےاورستم بالائےستم الزام یہ ہےکہ انہوں نےاپنا وہ جنگل بچانےکی کوشش کی تھی جوبےرحم ٹمبرمافیانےان سےچھین لیاتھا،جوکہ مبینہ طورپرمحکمہءجنگلات کی ملی بھگت سےکام کررہی ہے۔

وہ مقامی لو گ جنہوں نےلکڑی لےجانےوالےٹرکوں کاراستہ روکااورلکڑی کی چوری روکنےکی کوشش کی،انہیں”رکاوٹ“بننےکےالزام میں متعدد بارعدالت میں طلب کیا گیا۔ گاؤں والےاس سارےطرزعمل کوکرپشن اورلوٹ مارکانام دیتےاورواضح الفاظ میں الزام لگاتےہوئےکہتےہیں کہ قانون نافذ کرنےوالےادارےبھی اس گھناﺅنےکھیل کاحصہ ہیں۔

خیبرپختونخواہ کےخوبصورت مناظرکےحامل ایک اونچےپہاڑی گاؤں کےرحمٰن کا کہنا ہےکہ”ہم میں سےسیکڑوں لوگوں کومہینےمیں چاربارسوات کی عدالت میں طلب کیاجاتا،جہاں ہم پرانسداد دہشت گردی کے ایکٹ کےتحت مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ ہمیں وہاں پہنچنےمیں بارہ گھنٹےلگتےہیں،اوروہ چارگھنٹوں کی پیدل مسافت اس کےعلاوہ ہےجوہمیں اپنےگاؤں سےپکی سڑک تک پہنچنےمیں لگتی ہے۔“

سالوں سےجاری جنگلات کی کٹائی نےشمال مغربی پاکستان میں جنگلات کےقطعوں کوبرباد کردیاہے۔ ملک میں جنگلات کی کٹائی کی شرح ایشیا بھرمیں سب سےزیادہ ہے،جوملک کوکسی بھی وقت تباہ کن سیلاب کاشکاربناسکتی ہے۔

”ہمیں جنگلات کی حفاظت اوراس کی کٹائی روکنےکےخلاف آوازبلند کرنےکی سزادی جارہی ہے۔“ رحمٰن نےتھرڈپول کوبتایا۔ ”جیسےہی ایک کیس اختتام کوپہنچتاہے،دوسرادائرکردیاجاتاہے۔“

جنگلات کوبچانےکاعزم انہیں بہت مہنگاپڑرہاہے۔ رحمٰن نےمزیدبتایا “ہرچکرپرسواری،کھانےاوروہاں رات گزارنےکےاخراجات پرہمارےتقریباً دولاکھ US$1,117) ) خرچ ہوتےہیں۔“

**مقامی کوششوں کوبین الاقوامی سمت مل گئی!**

سابق انسپکٹرجنرل جنگلات سید محمودناصرکا کہنا ہےجنگلات کی کٹائی کےحوالےسےغیرقانونی اقدام کی روک تھام اورتیزی سےکم ہوتےحیاتیاتی تنوع کی جانب سیاست دانوں کی توجہ مبذول کرانےکاواحد راستہ یہی ہےکہ انہیں یہ دکھایاجائےکہ تخفیف ( بدلتےموسموں کی روک تھام اورمضرصحت گیسوں کےاخراج میں کمی) کی اس حکمت عملی کےساتھ ”ڈالرز“جڑےہوئےہیں۔ سید محمودناصرجانتےہیں کہ نقصان دہ گرین ہاؤس گیسوں کااخراج حیاتیاتی تنوع کےتحفظ،اورجنگلات سےوابستہ مقامی افراد کی فلاح وبہبود کےبغیرکم نہیں کیاجاسکتا۔

جہاں ایان گاﺅں کےافراداپنےجنگلات کےتحفظ کی جنگ مقامی سطح پرلڑرہےہیں، وہیں ماہرین ماحولیات اس مسئلےکوبین الاقوامی سطح پراٹھارہےہیں۔ مقامی لوگوں کی معلومات اورسائنسی نقطہ نظرایک ہی ہےکہ جنگلات کاربن کوجذب کرتےہیں اورزیادہ جنگلات نسل انسانی کی فلاح کے لیےضروری ہیں۔

ماہرین ماحولیات جنگلات کی کٹائی اورمضرصحت گیسوں کےاخراج میں کمی کی بین الاقوامی حکمت عملی ”ریڈاورریڈ “+ (REDD and REDD+)کی سفارش کررہےہیں۔ یہ ایک بین الاقوامی اقدام یاحکمت عملی ہےجومختلف ممالک کوجنگلات کی کٹائی اورگرین ہاؤس گیسوں کےاخراج کی طرف متوجہ کرنےکےلیےترتیب دی گئی ہے۔

‘’ریڈ“حکمت عملی کےتحت قوانین کومضبوط بناکر،اورجنگلات سے وابستہ مقامی افراد،خاص طورپرخواتین،کی شرکت کومزید بامعنی بناکرجنگلات کی حفاظت اورانتظامات کےحوالےسےاقدامات میں مدد دی جائےگی،“سید محمودناصرنےوضاحت کی۔

آئی جی جنگلات سید محمود ناصر جوگذشتہ تین دہائیوں سےاس شعبےمیں مصروف عمل اورطاقتورسطح پرہونےوالی بدعنوانیوں سےباخبر ہیں ،وہ پچھلےتین سال سے REDD پروجیکٹ کی تکمیل کی تجاویزتیارکررہے ہیں تاکہ عالمی فنڈ حاصل کرکے پاکستان میں بچےکچھےجنگلات کےسرمائےکوبچایا جاسکے۔ یہ وہی مقصد ہےجس کےلیےرحمٰن اوران کےساتھی لڑرہےہیں۔

اب یہ ان ممالک کےلیے،جواپنےجنگلات کوبچانےکےلیےبین الاقوامی فنڈزچاہتےہیں،بہت ضروری ہوگیاہےکہ وہ یہ ثابت کرسکیں کہ وہ اپنےتحفظ کےمنصوبوں میں جنگلات پرانحصارکرنےوالی مقامی آبادیوں کوبھی شامل کررہےہیں اورساتھ ہی اس بات کوبھی یقینی بنارہےہیں کہ ان کاذریعہ روزگاربھی محفوظ رہ سکے ۔

یادرہےکہ پاکستان ان بارہ ممالک میں شامل ہےجوورلڈ بینک کی زیرقیادت REDD پروجیکٹس کےتحت چارملین ڈالرزکا فنڈحاصل کرنےکی کوشش کررہاہے۔ قرعہء فال صرف تین ممالک کےنام نکلےگا۔ ناموں کااعلان دسمبرکےدوسرے ہفتےمیں کیاجائےگااورسید محمودناصرکویقین ہےکہ پاکستان کوموقع ضرورملےگا۔

مقامی آبادی کی شرکت ناگزیرہے!

” صرف فنڈزہی کامیابی کی ضمانت ںہیں۔“ انسدادغربت فنڈ پاکستان Pakistan Poverty Alleviation Fund (PPAF) کےظفرپرویزصابری نےتھر ڈپول کوبتایا، ”زیادہ اہم یہ ہےکہ مقامی آبادیاں خود کتنی بااختیارہیں۔ PPAF پاکستان کےطول وعرض میں120ضلعوں کی نوےہزارسےزائد بستیوں میں 112معاون اداروں کےساتھ کام کررہی ہے۔

صابری نےکاربن فنانسنگ کےحوالےسےمز یدبتایا ”پاکستان کواس شعبےمیں مشکلات یاچیلنج کا سامنا کرنا پڑسکتاہے۔ ہائیڈروپاورپروجیکٹس میں ہماراتجربہ ہےکہ اس حوالےسےفنڈزحاصل کرناایک پیچیدہ اورمشکل کام ہے۔“

حال ہی میں پولینڈ کےدارالحکومت وارسا میں ہونےوالی کلائمٹ چینج کانفرنس میں جنگلات کےموضوع پربہت تفصیل سےگفتگوکیئی اوراس کےنتائج بھی برآمدہوئے۔ ماہرین نےاس بات پراتفاق کیاکہ جنگلات کی حفاظت کےلیےمختلف ممالک کوپیسےدینےسےقبل ایک نتیجہ خیزسسٹم بہت ضروری ہے۔

صابری کےخیال میں حکومت کی جانب سےفیصلہ سازی میں تاخیربھی ایک بہت بڑامسئلہ ہے ۔”ریڈ “ سےوابستہ افراد کوبھی اس صورت حال کاسامنا کرنا پڑسکتاہے۔

ماحولیاتی تبدیلیوں کےحوالےسےکام کرنےوالےایک نیٹ ورکClimate and Development Knowledge Network (CDKN) کےایشیاکےڈائریکٹرعلی توقیرشیخ کواس حوالےسےاوربھی کئی تحفظات لاحق ہیں۔ ان کاکہناہےکہ”میں حیران ہوں کہ پہلےسےایک نظام موجودہے،اوریہ پالیسی اورتجاویزبھی پارلیمنٹ میں جائے گی جس کےبعد متعلقہ اسٹینڈنگ کمیٹیزکی جانب سےاس کاجائزہ لیاجائےگااورتوثیق کی جائےگی،توکیاکابینہ نےاس منصوبےکی منظوری دےدی ہے،اورکیایہ مقامی آبادیوں کی مشاورت سےبنایا گیا ہےیا اس کےبغیریہ کام ہورہاہے؟“

تیزی سےگھٹتےہوئےجنگلات!

اس وقت پاکستان تیس ملین میٹرک ٹن کاربن کااخراج کررہاہے( یہ شرح 1980 کی 9 ملین کےمقابلےمیں تقریباچارگنازیادہ ہے)۔بین الاقوامی اخراج میں پاکستان کاحصہ صرف0.4% فیصد بنتا ہے،اس کےباوجود پاکستان میں جنگلات کےتحفظ کا بین الاقوامی سطح پراثرضرورپڑے گا۔ اگرچہ پاکستان ان پچپن ممالک میں سےایک ہےجن میں سب سےکم جنگلات ہیں (یعنی صرف10 فیصدحصہ جنگلات پرمشتمل ہے) لیکن”ریڈ+” مکینزم کی سختی سےپابندی کرنےوالےاہم ممالک میں سےایک ہے۔

”یہ اہم ہےکہ پاکستان RE0DD+ پروجیکٹ میں جنگلات کاکم رقبہ رکھنےوالےممالک میں شامل ہے۔“ آئی جی سید محمودناصرنےکہا، ”پاکستان کےجنگلات اس کےکل رقبےکے 5فیصدسےبھی کم پرہیں۔“ انہوں نےمزیداضافہ کیا”بین الاقوامی طورپریہ اعدادوشمار متنازعہ ہیں،متعددرپورٹس دعویٰ کرتی ہیں کہ ہماراجنگلاتی رقبہ صرف 2.1 فیصدتک ہی محدودہے۔“

یہاں پرماحول اورقدرتی وسائل کےتحفظ کےلیےکام کرنےوالوں کےلیےسب سےبڑاچیلنج یہ ہےکہ چاروں صوبوں سےلوگوں کوایک مقصد پراکٹھاکیاجائے۔ آئین کی اٹھارویں ترمیم کےذریعےاختیارات کی منتقلی کےبعد جنگلات کامحکمہ صوبےکےدائرہءکارمیں آگیاہےلیکن REDD+ حکمت عملی کوکامیاب بنانےکےلیےسب کی شمولیت ضروری ہے۔

اپنی بات کی وضاحت کرتےہوئےسید محمودناصرنےبتایا ”کیونکہ اگرہم اس کی صرف ایک صوبےمیں عمل درآمد کرتےہیں تواس بات کاقوی امکان موجودرہےگاکہ لکڑی کاٹنےوالےدوسرےصوبےمیں چلےجائیں اوریوں نتیجہ صفرہوجائےگا۔“ طویل عرصےتک سرکاری عہدیداروں سےلمبی لمبی میٹنگزکےبعدتمام سٹیک ہولڈربالآخراب متفق نظرآئےہیں۔

کلائمٹ چینج سیکریٹری راجہ حسن عباس کاکہناہےکہ وفاقی حکومت یقیناصوبوں سےتعاون کرےگی اوران کوتما مسہولیات فراہم کی جائیں تاکہ ان معاہدوں پرعمل درآمدممکن بنایاجائےجن کی توثیق ہوچکی ہے۔عالمی ادارہ برائےخوراک وزراعت (Food and Agricultural Organisation(FAO)) بھی اس سلسلےمیں اپنےتعاون کااعلان کرچکی ہے ۔

رپورٹس کےمطابق WWF بھی وعدہ کرچکی ہےکہ اس کےماہرین کےزیراہتمام جنگلات اورکاربن کی پیمائش اورمانیٹرنگ کےلیےنیپال میں ٹریننگ منعقدکی جائںگی ۔ PPAF بھی کم ازکم تین جگہوں پرفوری اثرات اورنتائج کےحامل پائلٹ پروجیکٹس شروع کرے گی،جس میں صوبہ بلوچستان کےشہرزیارت کےصنوبرکےجنگلات بھی شامل ہوں گےجنہیں عالمی ورثہ قراردیاجاچکاہے۔

14-12-2013